70274 ـ بجلی کے بل حکومت کو ادا نہ کرنے کا حکم

سوال

کیا ہمارے دور حاضر میں مسلمان حکومت کے لیے جائز ہے کہ وہ پانی اور بجلی کم خرچ کرنے کی دلیل دیتے ہوئے اپنے شہریوں پر بے جا بجلی اور پانی کے بل ڈال دے ؟
کیا سٹریٹ لائٹ اور عام سڑکوں پر لائٹنگ کرنا اس حدیث کے منافی تو نہیں جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کچھ اس طرح ہے:
" .. اور اپنے چراغ گل کر دیا کرو "؟
ايك حدیث میں کچھ اس طرح کے معانی بھی پائے جاتے ہیں:
" کوئی بھی مسلمان شخص اپنے مسلمان بھائی کو تین اشیاء پانی، اور گھاس، اور آگ دینے سے نہ رکے "
کیا ہمارے لیے جائز ہے کہ ہم اس طرح کے طاقت سے زیادہ بل کی ادائیگی میں کوئی حیلہ کر لیں، اور اگر کوئی حیلہ کرنا جائز نہیں تو پھر زندگی میں تبدیلی کرنا کس طرح ممکن ہے جس وقت خاندان کا سربراہ اپنے خاندان، اور عزیز و اقارب اور پڑوسیوں کے متعلق عذر مند نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

حکومتوں اور ذمہ داران کو اپنے شہریوں کے ساتھ شفقت برتنی چاہیے، اور ان پر شفقت کرنا واجب ہے، اور انہیں چاہیے کہ وہ اپنے شہریوں پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں جو ان کی براداشت سے ہی باہر ہو، اور وہ بنیادی ضروریات جن کے بغیر لوگوں کا گزارا نہیں ہوتا اس میں حکومت کو اتنی مہنگائی اور ذخیرہ اندوزی نہیں کرنی چاہیے، اور پھر ذخیرہ اندوزی کر کے اور بھی زیادہ مہنگا کر کے فروخت کرنا جائز نہیں.

اور حکومتوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ سرمایہ کاری کمپنیاں نہیں جن کا مقصد صرف اور صرف اپنے شہریوں سے منافع کمانا ہو، بلکہ ان کا سب سے عظیم ترین کام اور مقصد اپنے شہریوں کی خدمت کرنا، اور ان کے لیے ہر معاملہ میں آسانی و سہولت پیدا کرنا اور ان کے ساتھ شفقت و مہربانی کے معاملات کرنا ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے:

" اے اللہ جو کوئی بھی میری امت کے کسی کام کا ذمہ دار اور سربراہ بنے اور اس نے اس پر مشقت کی تو اے اللہ تو بھی اس پر مشقت پیدا کر دے، اور جو کوئی بھی میری کے کسی کام کا ذمہ دار اور سرابرہ بنا اور اس نے اس پر مہربانی اور شفقت کی تو اے اللہ تو بھی اس پر مہربانی اور شفقت فرما "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1828).

اور ان حکومتی ذمہ داران اور اہلکاران کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کل روز قیامت اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہونگے، اور انہیں اپنے اعمال کا حساب و کتاب دینا ہوگا، اور ان اعمال کا انہیں بدلہ بھی ملےگا، اور ہر حاکم اور مسئول کو اور ذمہ دار کو اس کے ماتحت رعایا کے متعلق جواب دینا ہوگا.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم میں سے ہر ایک شخص ذمہ دار ہے، اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہو گی "

عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے تھے:

" اگر عراق (اس وقت اسلامی مملکت کا ایک حصہ تھا) میں ایک خچر بھی پھسل کر گر پڑے تو روز قیامت اللہ تعالی مجھے اس کے متعلق سوال کریگا کہ اے عمر تو نے اس کے لیے راستہ کیوں نہیں بنایا تھا!!

قیامت والے دن تو اس حد تک سوال ہو گا حتی کہ حیونات اور جانوروں کے بارہ میں پوچھا جائیگا، تو پھر ہزاروں یا لاکھوں اور کروڑوں انسان جن پر ظلم ہو رہا ہے اس کے متعلق ؟!

اور عدل و انصاف کی بنا پر حکومتیں قائم رہتی ہیں، اور ظلم و ستم کی وجہ سے حکومتیں گر پڑتیں ہیں.

اسی لیے مقولہ ہے کہ: بلا شبہ عدل و انصاف کرنے والی حکومت کو اللہ تعالی قائم رکھتا ہے، چاہے وہ کافرہ حکومت ہی ہو، اور ظالم حکومت کو قائم نہیں رکھتا چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو.

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ: دنیا کو عدل و انصاف اور کفر بھی دوام دیتا ہے، لیکن ظلم و اسلام کے ساتھ اسے دوام نہیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" بغاوت اور قطع رحمی سے زیادہ جلد سزا والا کوئی اور گناہ نہیں "

چنانچہ باغی شخص کو دنیا میں سزا مل جاتی ہے چاہے آخرت میں اس پر رحم کر دیا جائے اور اسے بخش دیا

جائے، یہ اس لیے کہ عدل و انصاف ہر چیز کا نظام ہے؛ تو جب دنیاوی معاملہ عدل و انصاف کے ساتھ قائم ہو تو وہ قائم رہتا ہے، چاہے اس پر عمل کرنے والے شخص کو آخرت میں کچھ بھی حصہ نہ ملے، اور جب عدل و انصاف پر مبنی نہ ہو تو وہ قائم نہیں رہتا، چاہے اس پر عمل پیرا شخص صاحب ایمان ہو جو اسے آخرت میں کفائت کرنے والا ہو گا "

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری ابن تیمیہ (28 / 146).

دوم:

مسلمان شخص کو صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے اجر وثواب کی نیت رکھتے ہوئے دھوکہ و فراڈ اور ظلم کا مقابلہ اس جیسے دھوکہ اور ظلم کے ساتھ نہیں کرنا چاہیے.

اس لیے بجلی کے میٹر کے ساتھ کوئی کھیل کرتے ہوئے اسے خراب کر کے استعمال نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی مستحق بل کی ادائیگی میں کوئی حیلہ وبہانہ کرنا چاہیے؛ کیونکہ ایسا کرنے میں دھوکہ و فراڈ اور جعل سازی کے ساتھ لوگوں کا ناحق مال کھانا ہے.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

کیا کافرہ حکومت کو کمزور کرنے کے لیے بجلی یا پانی کا میٹر کھڑا کر استعمال کرنا جائز ہے، یہ علم میں رکھیں کہ حکومت مجھ سے زبردستی اور ظلم کرتے ہوئے ٹیکس لیتی ہے ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" جائز نہیں؛ کیونکہ ایسا کرنے میں لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھانا ہے " انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (23 / 441).

مستقل فتوی کمیٹی سے یہ سوال بھی کیا گیا:

کیا بجلی یا پانی یا ٹیلی فون، یا گیس وغیرہ کے بل کی ادائیگی نہ کرنے کے لیے کوئی حیلہ کرنا جائز ہے، یہ علم میں رہے کہ ان میں سے اکثر امور کا انتظام ایسی شراکت دار کمپنیاں سنبھالتی ہیں جوعام لوگوں کی ملکیت ہیں ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" جائز نہیں؛ کیونکہ ایسا کرنے میں لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھایا جاتا ہے، اور امانت کی عدم ادائیگی ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

یقینا اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مالکوں کے سپرد کر دیا کرو .

اور دوسرے مقام پر کچھ اسطرح فرمایا:

اے ایمان والو تم آپس کا مال باطل طریقہ سے مت کھاؤ، ہاں اگر وہ تمہاری آپس کی رضامندی سے تجارت ہو پھر ٹھیك ہے، اور تم اپنے نفسوں کو قتل مت کرو، یقینا اللہ تعالی تمہارے ساتھ بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے . انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ الافتاء (23 / 441).

سوم:

حدیث سے بیان کردہ استدلال:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تین اشیاء سے منع نہیں کرنا چاہیے، پانی، گھاس، اور آگ "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2473).

اور ایك روایت میں ہے:

" تین اشیا پانی، گھاس، اور آگ میں سب مسلمان شریك ہیں، اور اس کی قیمت حرام ہے "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2472) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

آپ نے ان احادیث سے جو استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں، کیونکہ جب ان اشیاء کو اپنے کنٹرول اور قبضہ میں کر لیا جائے تو فروخت کرنا جائز ہے، مثلا شیشیوں میں پانی بند کر کے فروخت کرنا جائز ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" قولہ: " اور کنویں کا پانی فروخت کرنا صحیح نہیں، تو اس پانی کی بیع جائز نہیں ہوگی کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" لوگ تین اشیاء میں شریك ہیں: پانی، گھاس، اور آگ "

اور اس لیے کہ یہ پانی انسان کی قدرت سے نہیں بلکہ اللہ تعالی کی قدرت سے نکلا ہے، بعض اوقات انسان بہت ہی گہرا کنواں کھودتا ہے لیکن پانی پھر بھی نہیں نکلتا، تو یہ پانی اس کی کوشش اور فعل سے خارج نہیں ہوا، بلکہ وہ اسے نکالنے کا سبب اور باعث ہے اس لیے وہ اس کا مالك نہیں بن سکتا، اور جب وہ اس کا مالك نہیں تو پھر اس پانی کا فروخت کرنا صیح نہیں، لیکن جب وہ پانی اس کی ملکیت ہو اور اس نے اپنے قبضہ میں کیا ہو اور اسے نکال کر اپنے پاس اسے حوض میں رکھا ہو تو پھر اس کے لیے وہ پانی فروخت کرنا جائز ہے؛ اس لیے کہ وہ اسے اپنے پاس جمع کرنے کی وجہ سے اس کا مالك بن گیا ہے " انتہی.

دیکھیں: الشرح الممتع (8 / 154).

اور اسی طرح چراغ بجھانے والی حدیث سے استدلال کرنا بھی صحیح نہیں، کیونکہ اس حدیث کا ظاہر صرف ان چراغوں اور لالٹین وغیرہ پر اطلاق ہوتا ہے جو گھر میں آگ لگنے کا باعث بنیں، اور ابو داود کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

ایك چوہیا آئی اور اس نے بتی پکڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر اس چٹائی پر پھینك دی جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، تو وہ چٹائی ایك درہم جتنی جل گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب تم سونے لگو تو اپنے چراغ بھجا دیا کرو، کیونکہ شیطان اس طرح کی اشیاء کو اس کی راہ بتاتا ہے تو تم کو جلا کر رکھ دیگی "

سنن ابو داود حدیث نمبر (5247) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور مسلم رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" چراغ بھجا دیا کرو.... چو ہیا گھر والوں پر ان کے گھر کو جلا دیتی ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2012).

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے سے قبل چراغ بجھانے کا حکم دیا ہے جب اس کا خدشہ ہو کہ اس کے جلتے رہنا گھر میں آگ لگنے کا باعث ہو، اور اسی لیے علماء کرام مثلا ابن دقیق العید، اور امام نووی، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ:

جب انسان کو سونے سے قبل یہ اعتماد اور وثوق ہو کہ چراغ نہیں گرےگا تو اس وقت چراغ جلا کر سونے میں کوئی حرج نہیں "

دیکھیں: فتح الباری (11 / 89).

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ:

سٹریٹ لائٹ اور سڑکوں پر لائٹ جلا کر رکھنے میں جرائم اور برائیوں میں کمی واقع ہوتی ہے، اور یہ چیز سب کے مشاہدہ میں بھی ہے.

چہارم:

ہر انسان کو چاہیے کہ وہ بجلی اور پانی کے استعمال میں احتیاط کرے اور اس کے استعمال میں کمی کرے، اور صرف اسے اپنی ضرورت کے مطابق ہی استعمال کرنی چاہیے، اس میں کسی بھی قسم کا اسراف اور فضول خرچی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اسراف اور فضول خرچی اور مال ضائع کرنے کی ممانعت والے عمومی دلائل اسی پر دلالت کرتے ہیں، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کا خیال رکھے بغیر جیسا کہ وہ کہہ رہا ہے.

اور یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ اپنے گھر کے سب کمروں کی بغیر کسی ضرورت کے لائٹیں جلا کر رکھتے ہیں، یا پھر وہ ائرکنڈیشن اور گیزر چلانے میں فضول خرچی سے کام لیتے ہیں.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو صحیح راہ کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .